بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۲۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ
روزنامہ
الفضل ربوہ
یومِ جمعہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
ایڈیٹر
روشن دین تنویر
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۷ / ۲۲	۳ رجب ۱۳۸۸ھ ۲۷ تبوک ۱۳۴۷ہش ۲۷ ستمبر ۱۹۶۸ء	نمبر ۲۱۷

89

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۲۶ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

○ ربوہ ۲۶ تبوک۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی کو سر درد سے نسبتاً آرام ہے۔ مگر ضعف اور کمزوری بہت ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ مد ظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے آمین

لجنہ اماء اللہ کراچی سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا بصیرت افروز خطاب

اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ ہم حیاتِ طیبہ کے وارث بنیں

حیاتِ طیبہ ایسی زندگی کو کہتے ہیں جس میں انسان اللہ تعالےٰ سے روشنی حاصل کر کے وہ ابدی لذت حاصل کرے جو اس کے مقربین کیلئے مقدر ہے

(مرتبہ۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کراچی کے اجلاس میں مورخہ ۵ تبوک (ستمبر) ۱۳۴۷ہش کو جو تقریر فرمائی اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ نحل آیات ۹۷-۹۸)

وَ هُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَ هُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ (الحج آیت ۲۵)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ ارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (الحدید)

اس کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالےٰ نے

انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے

کہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث بنے اور جب انسانی قوےٰ اور اس کی روحانی استعدادیں اپنے کمال کو پہنچ گئیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ ہر انسان اپنے دائرہ استعداد کے اندر اپنے کمال تک پہنچ سکے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی حاصل کرے۔

اسلام پر تنزل کا جو زمانہ آیا وہ ہمیں ایک ہزار سال تک ممتد نظر آتا ہے۔ اس زمانہ کے بعد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کی حیثیت سے دنیا میں آئے اور یہی مقصد لے کر آئے کہ انسان حیاتِ طیبہ کا وارث بنے۔ آپ میں سے ہر ایک اگر چاہے تو حیاتِ طیبہ کا وارث بن سکتی ہے۔ حیاتِ طیبہ کے معنی ہیں روحانی طور پر اسلامی تعلیم سے منور ایک طیب زندگی اور طیب کے اصل معنی ہیں ہر وہ چیز جس سے انسانی حواس لذت حاصل کرتے ہیں اور انسان کا نفس مسرت پاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں حیاتِ طیبہ کے یہ معنی ہیں کہ ایسی زندگی جس میں انسانی حواس اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اور اس سے روشنی حاصل کر کے ابدی لذت حاصل کریں وہ ابدی لذت جو خدا تعالےٰ کے مقرب بندوں کے لئے مقدر ہے۔ اور وہ حقیقی اور سچی مسرت جو انسان کا نفس اپنے پر ایک موت وارد کر کے اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پانے کے بعد حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اس نفس کو حاصل ہوتی ہے۔ جس کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے۔ کہ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر تجھے سچا سرور ملے گا اور وہ لذت تجھے ملے گی جو اللہ تعالےٰ کی رضا سے انسان حاصل کر سکتا ہے۔

پس آپ کو (جو احمدیت کی طرف منسوب ہونے والی بہنیں اور بچیاں ہیں) یہ حقیقت کبھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ آپ کو ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور آپ کو توفیق عطا کی گئی ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کا علم اور اس کا عرفان حاصل کر سکیں اور اس کے فیوض سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں۔ اور آپ میں فنا ہو کر اللہ تعالےٰ کی بے شمار اور ان گنت رحمتوں کی وارث بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل کی آیت مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ میں ہمیں

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ایک بنیادی صداقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ہر وہ چیز جسے تم خدا تعالےٰ سے دور ہو کر حاصل کرو گی وہ ضائع ہونے والی اور فنا ہونے والی ہے اور ہر وہ لذّت اور سرور اور ہر وہ نعمت، برکت اور راحت جو تم اللہ تعالےٰ سے اس کے فضل سے حاصل کرو گی۔ وہ باقی رہنے والی اور ابدی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس لئے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو ہماری راہ میں صبر اور استقامت اور ثبات قدم کا نمونہ دکھائیں گے ہم ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کے تمام اعمال صالحہ کی جزا دیں گے۔ اور اس لئے ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو بھی تم میں سے عمل صالح بجالائے اور مومن ہونے کی حیثیت میں اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے عمل صالح بجالائے۔ وہ مرد ہو یا عورت۔ اسے حیات طیبہ عطا کی جائیگی اور یہی حیات طیبہ ہے جو بہترین اعمال کے مطابق تمام اعمال کی جزا بھی کہلا سکتی ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں

حیات طیبہ کا وعدہ

کیا ہے۔ اور یہ وہ پاک زندگی ہے۔ جو اس ورلی دنیا میں ہمیں ملتی اور اس دنیا میں بھی ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ اور پھر بھی ہمیں چھوڑتی نہیں جنت کے متعلق جب حیات طیبہ کا ذکر کیا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ ایک ایسی بقا جس پر فنا نہ ہو۔ جو شخص اس دنیا میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کی جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اور اپنی کسی غفلت۔ کوتاہی یا گناہ کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کو مول نہیں لیتا۔ یہ جنت اس کے ساتھ باقی ہے۔ اور اس دنیا کی جنت اور اس دنیا کی جنت میں بڑی مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ پس اس دنیا کے متعلق جب حیات طیبہ کے الفاظ بولے جائیں۔ تو اس کے معنے ہیں کہ وہاں ایک ایسی زندگی انسان کو ملے گی جو سچی اور حقیقی زندگی ہوگی۔ اس پر فنا نہیں ہوگی۔ ایک کافر بھی مرتا ہے۔ وہ اس دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور ایک نئی زندگی اسے دی جاتی ہے۔ لیکن اس کی وہ زندگی حیات طیبہ اور ابدی زندگی کہلانے کی اس لئے مستحق نہیں ہوتی کہ وہ ایک کیفیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی

یعنی وہ اس زندگی کے انتہائی دکھوں میں مبتلا ہوں گے۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ مر گئے ہیں۔ اور چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی ابدی رضا اور اس کی رحمت اور اس سے حاصل ہونے والی لذّت اور مسرت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زندہ ہیں۔ وہ ایک ایسی حالت ہے کہ وہ نہ مردہ ہیں کہ عذاب سے چھٹکارا انہیں حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ کافر دوزخ میں یہ خواہش کریں گے کہ کاش جب انہیں موت آئی تھی۔ تو وہ ابدی فنا کی حالت ہوتی۔ اور نئی زندگی ہمیں نہ ملتی۔ لیکن انہیں مردہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ وہ ایک عذاب کی زندگی ہے۔ ایک دکھ کی زندگی ہے۔ خدا کے غضب کے نیچے رہنے والی زندگی ہے۔ اس کے قہر کی تجلیات دیکھنے والی زندگی ہے وہ ایسی زندگی ہے۔ جو زندگی کہلا نہیں سکتی۔ اس سے تو موت ہی بہتر ہے

جب اخروی زندگی کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہاں ایک ایسی عزت ملے گی جس پر زوال نہیں تو اس میں یہ حقیقت مضمر اور پوشیدہ ہے کہ

حقیقی عزت وہی ہوتی ہے

جو انسان اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں حاصل کرتا ہے۔ دنیا کی نگاہیں بدل جاتی ہیں۔ اور وہی انسان جو ایک وقت میں معزز سمجھا جاتا ہے یا کہلاتا ہے اسی کو لوگ گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ بڑے بڑے جابر بادشاہ جنہوں نے اپنی قوم ہی کو نہیں بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ کو اپنی مٹھی میں لے لیا۔ اور بظاہر بڑی شان سے ان پر حکومت کی وہ بعد میں ذکر خیر سے یاد نہیں کئے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہٹلر اپنے عروج پر تھا۔ اور میں آکسفورڈ میں پڑھتا تھا تو کئی بار مجھے جرمنی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ اس کی قوم اسے

بڑی محبت اور عزت سے

دیکھتی اور یاد کرتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ کی گرفت نے اسے پکڑا تو اوروں کو چھوڑ، خود اس کی قوم کی زبان پر اس کے لئے سوائے لعنت کے اور کوئی لفظ نہیں آتا۔

غرض دنیا کی عارضی اور فانی عزتیں ایک عارضی وقت کے لئے شاید ایک ناسمجھ اور جاہل آنکھ کو دھوکہ دے سکیں۔ لیکن ایسی عزتوں کو حقیقی اور ابدی عزتیں نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن وہ اخروی زندگی جو اس زندگی کے بعد ان کو ملے گی جن پر اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے گا۔ اس میں وہ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ایک ایسی عزت پائیں گے۔ جس پر کوئی زوال نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ اور اس کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ ہمارا تخیل بھی وہاں تک نہیں پہونچ سکتا۔

پھر جب اخروی زندگی کے متعلق حیاتِ طیبہ کے الفاظ استعمال کئے جائیں

تو اس کے تیسرے معنے

یہ ہوتے ہیں کہ وہاں ایسی نعمتیں اور ایسی غنا اور ایسی دولت روحانی (اور وہاں کے لحاظ سے جسمانی) انسان کو ملتی ہے کہ اس کے بعد پھر فقر کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ اس لئے کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ جنت میں متقیوں اور مومنوں کو ہر وہ چیز مل جائے گی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اور ہمیشہ ان کے دلوں میں نیک خواہشات ہی پیدا ہونگی اور جب یہ نیک خواہشات پیدا ہوں گی تو ساتھ ہی اللہ تعالےٰ ان کے پورا کرنے کے سامان بھی پیدا کر دے گا۔ پس یہ ہے وہ حیات طیبہ جس کے حصول کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور جس کے حصول کی خاطر آپ جماعت احمدیہ میں شامل ہوتی ہیں۔ اگر آپ وہ بقا چاہتی ہیں جس پر کوئی فنا نہ ہو تو اس زندگی اور حیات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو خدائے حیّ کی طرف سے انسان کو عطا کی جاتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے نور سے منور ہوتی ہے جو اپنی خوشحالی خدا تعالےٰ کی رضا میں محسوس کرتی ہے جو خدا تعالےٰ کی ناراضگی سے ہمیشہ ترساں رہتی ہے۔ اگر آپ اپنے تمام دعووں کے باوجود اگر آپ تقاریر کرنے یا سننے کے باوجود اس قسم کا جذبہ اپنے دلوں میں نہ رکھیں تو

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

یا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فیوض آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اگر آپ نے حقیقی بقا حاصل کرنی ہے۔ تو ہر اس چیز کو چھوڑنا پڑے گا جو فنا کی طرف لے جاتی ہے۔ اور شیطان سے تعلق کو قائم کرتی ہے۔ اگر آپ کے دل میں یہ خواہش ہو کہ حقیقی عزت حاصل کریں۔ جس پر کوئی زوال نہ آئے۔ اور جو اس دنیا میں شروع ہو اور آپ کے ساتھ اخروی زندگی تک چلے تو آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا۔ اللہ تعالےٰ ہی کے لئے سب عزت ہے۔ خدا عزیز ہے اور خدا کے سوا کوئی عزیز نہیں اور جس نے خدا تعالےٰ سے حقیقی عزت حاصل کرنی ہو۔ اسے خدا سے حقیقی پیوند بھی جوڑنا پڑے گا۔ اگر آپ اس بات کو سمجھ لیں اور خدا سے عبودیت کا پختہ پیوند جوڑیں اور غیر اللہ سے منہ موڑ لیں۔ اور اللہ کے سوا کسی کی بھی پرواہ نہ کریں۔ تب تو آپ کو ایک حقیقی اور ابدی عزت حاصل ہوگی۔ لیکن اگر آپ یہ سمجھیں کہ بھڑکیلے لباس یا فضول خرچیوں یا ریا اور شو (show) اور نمائش سے ڈینگیں مار کر یا دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور انہیں گرا کر ان سے بڑھ کر عزت حاصل کر لیں گی۔ تو یہ بات غلط ہے۔ یہ چیزیں شیطان کو تو پیاری ہیں مگر خدا کو پیاری نہیں ہیں۔ حقیقی عزت وہ ہے جو اس سادہ زندگی سے حاصل ہوتی ہے جو سادہ زندگی انسان اسلام کے احکام کے مطابق اس دنیا میں گزارتا ہے

یہ دنیا ابتلاء اور امتحان کی دنیا ہے جو شخص اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے وہ جنتی زندگی اس دنیا میں حاصل کرتا ہے اسی میں وہ اللہ کا نور پاتا ہے وہ خدا سے روحانی اور جسمانی طور پر اس قدر نعمتیں حاصل کر لیتا ہے کہ دنیا اور اس کی لذتیں اور اس کی مسرتیں اور اس کی دولتیں اور اس کی عزتیں اس کے سامنے ہیچ ہو جاتی ہیں اور کسی چیز کی وہ پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر آپ احمدیت کی طرف منسوب تو ہوں لیکن حیات اور بقا کی بجائے فنا کو تلاش کرتے رہیں اور آپ ان جھوٹی عزتوں کے پیچھے پڑیں جو آج بھی ضائع ہونے والی ہیں اور کل بھی۔ اگر آپ اللہ کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کے اموال میں دلچسپی لیں اور انہی کو سب کچھ سمجھیں تو پھر ایک احمدی کہلانے سے کیا فائدہ۔ خدا تعالیٰ لیبل کو نہیں دیکھتا خدا تعالیٰ دل کے تقویٰ کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق اپنے بندوں سے سلوک کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ (فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً) میں فرمایا ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت جو بھی اعمالِ صالحہ بجا لائے اور ایمانی حالت میں بجا لائے تو اُسے اس دنیا میں ایک ایسی حیاتِ طیبہ دے دی جائے گی کہ جس کے نتیجہ میں اُسے ایک ایسی بقا ملے گی جس پر فنا نہیں۔ اُسے خدا کی نگاہ میں ایک ایسی عزت ملے گی کہ وہی حقیقی عزت ہے اور اس پر کوئی زوال نہیں اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے ایسی دولتیں اس کو دی جائیں گی کہ دنیا کی دولتیں اس کے مقابلہ میں کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔

یہ وعدہ ان کو دیا گیا ہے

جو اعمالِ صالحہ بجا لاتے یا بجا لاتی ہیں اور ایمانی حالت پر پختگی اور ثبات قدم کے ساتھ قائم رہتی ہیں۔ اگر آپ میں سے کوئی دنیا سے متاثر ہو کر بے پردگی کی راہوں کو اختیار کرے۔ اگر وہ نمائش کے طریق کو پسند کرے اور قناعت اور عاجزی کی راہوں کو اختیار نہ کرے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ نے حیاتِ طیبہ کا وعدہ نہیں دیا۔ محض احمدی ہو جانا۔ محض احمدی کہلانا۔ محض خود کو احمدی سمجھنا تو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ یہ دعویٰ بے نتیجہ ہے۔ یہ لیبل بے معنی ہے۔ یہ طریق اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔ اسے خوش کرنے والا نہیں۔ پس جس حیات کے لئے آپ میں سے ہر ایک کو پیدا کیا گیا ہے یعنی حیاتِ طیبہ (وہ زندگی جو خدا کے سائے میں گزرے) آپ کو چاہیئے کہ آپ اسے تلاش کریں۔ آپ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ اسے پائیں اور اگر آپ اسے پالیں تو پھر آپ یقین رکھیں کہ یہ زندگی ان تمام لوگوں کی زندگیوں کے مقابلہ میں جو اس دنیا میں اپنی ساری کوششوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ جو خدا کی طرف رجوع کرنے والے نہیں۔ خدا کا قرب پانے والے نہیں۔ اس کی رضا کو حاصل کرنے والے نہیں۔ ہزار درجہ نہیں۔ کروڑ درجہ نہیں۔ ارب گنا زیادہ نہیں بلکہ اَن گنت اور بیشمار درجہ بڑی اور اچھی اور حسین اور مسرتوں والی اور لذتیں دینے والی زندگی ہے۔
پس

آپ اپنے مقام کو پہچانیں

اور ان وعدوں کے وارث بننے کی کوشش کریں جو وعدے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ سے کئے ہیں اور جو بہت اور عظیم ہیں۔ خوش زندگی کے ہیں۔ منور زندگی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عفو سے منسوب ہونے والی زندگی کے ہیں۔ ایک ایسی زندگی کے ہیں کہ ساری دنیا اس پر رشک کرے کہ آپ کو کیا مل رہا ہے اور کیا ملنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے :-

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ۔ (الحج)

کہ جن لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر پوری ہوتی ہو کہ انہیں حیوٰۃ طیبہ عطا کی جائے۔ پاک باتوں کی طرف ان کی راہنمائی کی جائے گی۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں قابلِ تعریف طریقِ کار کی ہدایت کی جائے گی۔ ان کی زبانیں طیب ہوں گی اور اس کے نتیجہ میں وہ حیاتِ طیبہ کو حاصل کریں گی اور ان کے اعمال طیب اور قابلِ رشک رستوں پر چلنے والے ہوں گے۔ پس جب تک زبان اور دوسرے اعمال طیب نہ بنائے جائیں اس وقت تک ہم حیاتِ طیبہ کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بعض لوگ (مرد بھی اور عورتیں بھی) اپنی زبانوں کو قابو میں نہیں رکھتے اور ایسے بول بول جاتے ہیں جنہیں کسی صورت میں بھی طیب نہیں کہا جا سکتا۔ بعض لوگ صراطِ حمید کو چھوڑ کے شیطانی راہوں کو اختیار کر لیتے ہیں ایسے لوگ حیاتِ طیبہ کے وارث نہیں بن سکتے۔

یہاں خدا تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اپنی زبان پر قابو رکھنا اور اس کو اس بات کی عادت ڈالنا کہ کسی کی چغلی نہیں کرنا۔ کسی کی غیبت نہیں کرنا۔ کسی کی غیبت نہیں کرنا۔ کسی کی تحقیر نہیں کرنا۔ کسی کو نیچا دکھانے کی کوشش نہیں کرنا۔ اپنے نفس کے متعلق بڑیں نہیں ہانکنا۔ ریا اور نمائش کی باتیں نہیں کرنا۔ سادہ اور بے تکلف اور صدق و سداد پر چلنے والی زبان اپنے منہ میں پیدا کرنی ہے۔ اور یہ اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انسان کو اس بات کی توفیق عطا نہ کرے۔ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی طیب قول کی ہدایت اور راہنمائی کی جاتی ہے۔ طیب اور صراطِ حمید والے عملوں کی طرف راہنمائی اور ہدایت کی جاتی ہے۔ دنیا رشک کرتی ہے اگرچہ انسان اپنے نفس اور اس کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ہر انعام پانے کے بعد یہی کہتا ہے کہ میرے نفس میں تو کوئی خوبی نہیں اور یہی حقیقت ہے اور لَا فَخْرَ کا نعرہ لگاتا ہے کہ میں کس بات پر فخر کروں۔ جو کچھ ملا ہے وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور جو میں نے پایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پایا ہے۔ میرے اندر تو کوئی خوبی نہیں یہ عاجزی اور انکساری کا مقام ہے اور یہ عاجزانہ راہیں ہیں جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بلا رہے ہیں۔ یہ وہ راہیں ہیں جو انسان کو ہدایت پر قائم کرتی ہیں اور حیاتِ طیبہ کی وارث بناتی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

سورہ حدید میں فرمایا ہے

کہ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ۔ کہ مومن مرد ہو یا عورت جب اللہ تعالیٰ اس کے متعلق حیاتِ طیبہ کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے اپنی طرف سے ایک نور عطا کرتا ہے اور اس نور کی دو خاصیتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ نور اس کے سامنے چلتا ہے اور صراطِ مستقیم ہمیشہ اس کی نگاہ کے سامنے رہتا ہے وہ بھٹکتا نہیں اور دوسرے یہ کہ وہ نور ان کے دائیں طرف چلتا اور نئی سے نئی ایمانیات اعتقادی لحاظ سے علمی لحاظ اور فلسفیانہ لحاظ سے انہیں حاصل ہوتی ہیں اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کی نئی سے نئی راہیں ان پر کھولی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کے محاورہ میں دائیں طرف دین پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ کے فضل پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی رحمت پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ اپنے فضل سے اور انسان کے مجاہدہ کے نتیجہ میں (جیسا کہ فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا) اس کے علاوہ حیاتِ طیبہ کا فیصلہ کرتا ہے تو ایک نور اسے عطا ہوتا ہے۔ اور جب یہ نور انسان کو مل جاتا ہے تو پھر وہ اندھیروں کی طرف جانے والی راہوں کو اختیار کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ صراطِ مستقیم۔ وہ سیدھی راہ جو ہمیں ہمارے پیدا کرنے والے رب کی طرف لے جاتی ہے وہ اس نور سے ہمیشہ منور رہتی ہے اور ہم اِدھر اُدھر بھٹکتے نہیں جس طرح جب ہوائی جہاز زمین پر اتر رہا ہو تو رات کے وقت اسکو روشنیوں سے صحیح راستہ دکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ لینڈنگ گراؤنڈ (landing strip) یہ ہے۔ اگر وہ ذرا بھی اِدھر اُدھر ہو جائے تو ہلاکت کا منہ دیکھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی بے حد رحمت سے انسان کے لئے

ایک ایسا نور پیدا کیا ہے

جو صراطِ مستقیم کو منور رکھتا ہے اور جس کے نتیجہ میں انسان اس کی راہ میں فدائیت اور ایثار اور عاجزی کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اور اس سے حیاتِ طیبہ کی امید رکھتا ہے اور اس حیات کے پانے کے لئے اپنے نفس پر ایک موت کو وارد کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کو ایک نور عطا کرتا ہے جو صراطِ مستقیم کو اس کے لئے منور رکھتا ہے اور وہ اندھیروں کی طرف بھٹک کر جا نہیں سکتا۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے سامان بھی پیدا کرتا ہے کہ یہ نور اس کے "دائیں" کو منور اور روشن رکھتا ہے۔ عرفان اور معرفت میں زیادتی ہی زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس نور کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ اور نئے سے نئے طریقوں پر اعمالِ صالحہ بجا لانے کی اس کو توفیق عطا کرتا ہے۔ تب ہر دن

جواس کی زندگی میں طلوع ہوتا ہے وہ اس سے پہلے دن کے مقابلہ میں اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں کا زیادہ وارث بنانے والا ہوتا ہے یہاں تک کہ پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ

خدا اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم اس دنیا میں بھی جنت میں رہے۔ آؤ اب تمہارے انجام کا وقت آگیا ہے ہم تمہیں دوسری جنت میں لے جائیں تا اس جنت کا تسلسل قائم رہے اور یہی فوز عظیم ہے۔

لیکن خطرہ کا مقام بھی ہے بعض دفعہ انسان نفاق میں ملوث ہوتا ہے مگر نہیں جانتا کہ منافقانہ راہوں کو اختیار کر رہا ہے۔ وہ قربانی کا دعوے کرتا ہے مگر اپنے عمل سے اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ وہ اطاعت کا اعلان کرتا ہے مگر نشوز اور اِبا کی راہوں کو اختیار کر لیتا ہے۔ وہ اطاعت کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے اپنا سب کچھ اور اپنوں کو بھی قربان کر دوں گا۔ مگر

جب قربانی دینے کا وقت آتا ہے

تو نہ اپنے نفس کی قربانی دے سکتا ہے نہ اپنوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ بعض دفعہ بچوں کی وجہ سے اسے ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ بعض دفعہ بھائیوں اور بہنوں کی وجہ سے وہ خدا سے دوری کی راہ کو اختیار کر لیتا ہے ہزار قسم کی ٹھوکریں ہیں جو اس وجہ سے اُسے لگتی ہیں کہ اس نے اپنے رب سے حقیقی۔ سچا اور صادق تعلق قائم نہیں کیا تھا۔

فرمایا۔ جو منافق ہیں وہ بظاہر مومن نظر آتے ہیں بظاہر ایک عورت مومنہ نظر آتی ہے لیکن حقیقتاً وہ مومنہ نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا وہ نور نہیں ملتا جو نور سامنے سیدھی راہ کو بھی روشن کرتا ہے اور جو نور پہلو میں دائیں طرف کو منور رکھتا ہے یعنی دینی فراست اور معرفت اور عرفان کو بھی زیادہ کرتا ہے اور اعمالِ صالحہ زیادہ بجالانے کی توفیق اُسے دیتا ہے یہ نور ان کو نہیں ملتا۔ وہ ظاہر میں مومنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اس ظاہری اور بے حقیقت تعلق سے جو انہوں نے مومنوں کے ساتھ قائم کیا تھا فائدہ اٹھائیں اور کہتے ہیں ٹھہرو ہم تمہارے ساتھی ہیں نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ تمہارے نور سے ہم بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جب وہ یہ مطالبہ کریں گے کہ اگرچہ ہم نے پہلی زندگی میں نور کو حاصل نہیں کیا تھا لیکن تھے تو ہم ان منور وجودوں کے ہی ساتھی۔ ان کے نور سے ہمیں بھی کچھ دیا جائے تو ان کو کہا جائے گا کہ جس نے اس نور کو حاصل کرنا ہوتا ہے وہ تو پہلی زندگی میں حاصل کرتا ہے اور وہیں یہ حاصل کیا جا سکتا ہے

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا

اگر تمہارے لئے یہ ممکن ہے کہ تم اُلٹے پاؤں واپس پہلی زندگی میں چلے جاؤ تو ایسا کر لو کیونکہ یہ نور وہاں سے حاصل ہوتا ہے۔ اس دنیا میں جو ہماری مادی دنیا ہے اس میں جب تم نے اس نور کو حاصل نہیں کیا تو آج تمہیں وہ نور کیسے مل سکتا ہے۔

صحبتِ صالحین کا فائدہ

تو اسی کو پہنچ سکتا ہے جس نے ان کے قدم بہ قدم مارا جس نے ان کی طرح اپنے نفس کی اور اپنوں کی قربانی خدا کے حضور پیش کرنے کی کوشش کی۔ جو ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہا کہ اے ہمارے رحیم اور رحمان خدا گو ہم کمزور بندے ہیں لیکن اپنے دل میں ایک شدید تڑپ اس بات کے لئے پاتے ہیں کہ ہم تیرے مقرب بن جائیں اور تجھ سے تیری رضا اور تیرا نور حاصل کریں تا ہماری زندگی جنت میں گزرنے والی زندگی ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو جو منافقانہ طور پر جماعت مومنین میں شامل رہے اُس دنیا میں ان کو کہا جائے گا کہ اب نور حاصل کرنے کا وقت جاتا رہا۔ نور تو امتحان اور ابتلاء میں کامیاب ہونے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو مجاہدہ کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو جہاد کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو نفس کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو مال کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو اپنوں کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو جذبات کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو ہر اس حکم کو بجالانے کے نتیجہ میں ملتا ہے جو تم کو تمہارے رب نے دیا تھا۔ مگر تم نے ان میں سے کسی ایک کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ جہاں سے نور حاصل کیا جا سکتا تھا وہاں سے تو تم نے نور نہ لیا اور جہاں اصلاح کے لئے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے وہاں تم اپنے ساتھیوں سے نور کا مطالبہ کر رہے ہو۔ آج یہ نور تمہیں نہیں مل سکتا۔ آج تمہاری اصلاح کے لئے دوسرے سامان پیدا کئے گئے ہیں جنہیں اسلامی اصطلاح میں جہنم اور عذاب کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ کہ اس دنیا میں منافق کے لئے یہ امکان موجود ہے کہ وہ توبہ کرے اور استغفار کثرت سے کرے اور اپنے نفس کو بدلے اور اپنے دل کے اندر ایثار اور فدائیت کے جذبات پیدا کرے۔ تب ایک دروازہ کھلا ہے جو

توبہ اور استغفار کا دروازہ ہے

وہ اس دروازہ میں سے نکل کر ان لوگوں میں شامل ہو سکتا ہے جن کو نور عطا کیا گیا ہے۔ یہ دیوار جس میں یہ دروازہ ہے اس کے ایک طرف تو اللہ تعالےٰ کی رحمت سمندروں سے بھی زیادہ موجیں مار رہی ہے وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ اور دوسری طرف اللہ تعالےٰ کا عذاب اپنی بھیانک شکل میں انسان کے سامنے آتا ہے۔ غرض اس دنیا میں جو ہماری مادی دنیا ہے ایک ایسی دیوار ہے جو مومن اور کافر کو۔ مومن اور منافق کو جدا تو کرتی ہے لیکن اس میں ایک دروازہ بھی ہے جسے توبہ کے ذریعہ کھولا جا سکتا ہے جسے استغفار کے ذریعہ کھولا جا سکتا ہے ایثار اور فدائیت اور مجاہدہ اور حقیقی اسلام کے ذریعے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کرنے کے لئے اس عزم کے ساتھ کہ ہم آپ کے اسوہ پر چلیں گے یہ دروازہ کھولا جا سکتا ہے۔ اس دنیا میں جہنم کی جو دیوار ہے جو جہنم اور جنت کو جدا کر رہی ہے اس میں بھی ایک دروازہ ہے لیکن اسے کھولنے کے لئے جہنم میں جلنا پڑتا ہے اس دروازہ کو کھولنے کے لئے ایک لمبا عرصہ خدا کی ناراضگی کی آگ میں اپنے آپ کو جلانا پڑتا ہے۔ اس دروازہ کو کھولنے کے لئے وہ دُکھ اٹھانا پڑتا ہے وہ عذاب دیکھنا پڑتا ہے کہ انسان اس کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے۔ بیماری کے مطابق جب ایک زمانہ انسان عذاب میں گزارے اور پھر صحت یاب ہو جائے تو ایسے شخص کے لئے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے کیونکہ جہنم ابدی نہیں ہے لیکن وہ زندگی جس میں سو سال یا ہزار سال یا ایک لاکھ سال یا ایک کروڑ سال ایسے ہیں جسے نہ زندگی کہا جا سکتا ہے نہ موت جس کے ہر لحظہ میں انسان خدا تعالیٰ کے قہر کے نیچے خود کو محسوس کر رہا ہوتا ہے اور ایک ایسی جلن اس کے اندر پیدا ہو رہی ہوتی ہے کہ اس کے لئے ایک ایک سیکنڈ گزارنا مشکل ہوتا ہے۔ اتنا لمبا عرصہ کون جہنم میں رہے گا یا کون چاہتا ہے کہ اتنا لمبا عرصہ وہ اس جہنم میں رہے پس قبل اس کے کہ وہ دن آئے کہ جب دوسروں کا نور ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان تمام تقاضوں کو پورا کریں جو قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے سامنے رکھے ہیں اور ہم اپنے رب کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنائیں۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور اس دنیا کی خرابی بڑے لمبے عرصہ تک جہنم میں لے جانے والی ہے ہم بے پردگی کی طرف مائل نہ ہوں۔ نمائش کی طرف مائل نہ ہوں۔ غریبوں سے نفرت کا سلوک کرنے والی نہ ہوں۔ اپنی بہنوں سے پیار اور محبت کا سلوک کرنے والی ہوں۔ زبان یا ہاتھ سے دُکھ دینے والی نہ ہوں۔ عاجزانہ راہوں کو اختیار کریں۔ زندگی کا ہر لحظہ استغفار کرتے ہوئے اور اپنے رب سے ڈرتے ہوئے گزاریں۔ اعمال صالحہ (جس حد تک اللہ تعالےٰ توفیق عطا کرے) بجالانے والی ہوں۔ تب خدا چاہے اور اسکی رحمت یہ حقیر کوششیں دیکھنے کے بعد جوش میں آئے تو وہ ہمیں اس جہنم سے بچا سکتا ہے لیکن اگر ہم اپنی کمزوریوں کے نتیجہ میں خود کو اس کی رحمت سے محروم کر لیں تو پھر بڑا دردناک عذاب ہے

انصار اللہ کے مرکزی اجتماع (۲۵-۲۶-۲۷ اخاء (اکتوبر)) میں نوجوان بھی کثرت سے شریک ہوتے ہیں
قائد عمومی
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

جس سے ہمیں ڈرایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق کہیں گے اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ ہم بھی مومن کہلاتے تھے ہمارا دعویٰ بھی تھا کہ ہم اسلام لائے ہیں تو پھر کیوں ہم اس نور سے محروم کئے جا رہے ہیں جو تمہیں خدا نے عطا کیا ہے تو انہیں جواب ملے گا کہ ظاہر میں تو تم ساتھ ہی تھے وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ لیکن اس عذاب کے سامان تم نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کئے کسی اور کا اس میں قصور نہیں کیونکہ جو کرتا ہے وہی بھرتا ہے جس نے گناہ کئے اور خدا کی بخشش اسے حاصل نہ ہوئی اور توبہ کا دروازہ اس کے لئے نہ کھلا اسے لمبا عرصہ عذاب جہنم میں مبتلا رہنا پڑے گا۔ تم نے اس دنیا میں ان

عارضی خوشیوں کے حصول کی خاطر

کیوں اس بات کا خیال نہ رکھا کہ کتنی بڑی قیمت ہے جو تم ان فانی خوشیوں کے لئے ادا کر رہے ہو۔ تمہیں بتا دیا گیا تھا۔ تم پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ اللہ کا عذاب بڑا شدید ہوتا ہے۔ تمہیں سمجھایا گیا تھا کہ اس کے قہر اور غضب کی تجلی اگر ہو تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی انسان اسے برداشت نہیں کر سکتا لیکن تم نے ان باتوں کو سنا اور ان سنا کر دیا انہیں یاد نہیں رکھا اور بھول گئے۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے عذاب اور جہنم کو پیدا کیا ہے۔ اب ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ حقیقی مومن ان کو کہیں گے کہ تھے تو تم ہمارے ہی ساتھ۔ لیکن تم ہمارے ساتھ نہیں بھی تھے۔ کیونکہ جب ہم نے عاجزانہ راہوں کو اختیار کیا تم نے شیطان کے بتائے ہوئے متکبرانہ طریق کو اختیار کیا جب ہم خدا کی راہ میں اپنے نفس اور اپنی ہر چیز کو فدا کرنے کے لئے تیار ہوئے تو تم نے یہ سوچا کہ یہ مال اور دولت اور یہ اعزاز اور اقربا اور یہ جھوٹی خوشیاں اور یہ عارضی مسرتیں تمہیں چاہئیں اور جو ابدی زندگی ہے وہ تمہیں نہیں چاہیئے پس جس جہنم کو تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے تیار کیا ہے کوئی دوسرا تمہیں اس سے کیسے بچا سکتا ہے فَتَنْتُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ اور تم ہمارے متعلق اس انتظار میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا میں اور اس روحانی دنیا میں جو بشارتیں دی ہیں وہ کبھی پوری نہیں ہوں گی وَارْتَبْتُمْ اور وہ قرآن جو تمہیں دیا گیا تھا لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں تھا اس میں کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ لیکن تم نے قرآن کریم کی طرف توجہ نہ دی۔ تم نے تو

قرآن کو مہجور کی طرح کر دیا

تم نے سمجھا کہ قرآن سے عزت حاصل کرنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں۔ تم نے سمجھا کہ اس نور سے لینے کی تمہیں کوئی حاجت نہیں تم شک اور شبہ میں پڑے رہو۔ تم نے اس حقیقت کو نہیں پایا کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کے ایک ایک حکم کے نیچے اپنی گردن کو رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ابدی حیات طیبہ نہیں مل سکتی۔ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ مختلف خواہشات نفس تھیں جن کی تم نے پیروی کی اور شیطان نے تم کو دھوکہ دیا اور تم اس کے دھوکہ میں آ گئے۔ تب خدا کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ مومنوں کو اس دنیا میں بھی جنتیں نصیب ہوئیں اور مومنوں کو اس دوسری زندگی میں بھی خدا کی رضا کی جنتیں حاصل ہو گئیں۔ اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو اور کیا مانگتے ہو۔ اس دنیا کے لئے جو اُخروی دنیا ہے اور اس دنیا کی حیات طیبہ کے لئے تو اس حیات طیبہ کی ضرورت ہے جو اس دنیا سے ساتھ لگتی ہے اور پھر ساتھ ہی رہتی ہے۔ اس وقت تم نے اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نبھایا۔ اور ان چیزوں کو معمولی سمجھا اور جو حقیقت تھی اسے بھول گئے اور جو سراب تھا اسے تم نے بڑا اچھا خیال کیا تم سورج کی طرف تو متوجہ نہیں ہوئے۔ لیکن ظلمت کی طرف تمہاری ساری توجہ تھی اور تم نے اپنے سارے اعمال کو اس عارضی زندگی کے لئے وقف کر دیا اور ان عارضی خوشیوں اور مسرتوں پر قربان کر دیا۔ اب تم اس دنیا میں کیا چاہ سکتے ہو جس کے لئے تم نے کوئی تیاری نہیں کی۔ یہ زندگی ایک عارضی زندگی ہے۔ آج بھی مرنا ہے اور کل بھی یہاں سے چلے جانا ہے پس

تم اس زندگی کی فکر کرو جو ابدی زندگی ہے

اس زندگی کی فکر کرو جہاں خدا کے غضب اور رضا کے جلوے بالکل واضح ہو کر سامنے آ جائیں گے اور جب اس کا غضب بھڑکے گا تو اس کی انسان کو برداشت نہیں ہو گی اور جب وہ اس کی رحمت اور اس کے فضل کے جلوے دیکھے گا۔ تو پھر وہ یہ سمجھے گا ہم نے اپنے ایمانوں کو پختہ کیا تھا اور خدا نے ہمیں ایسی نعمت اور حیات طیبہ کا وعدہ دیا تھا کہ ہم اس دنیا میں جس کی

حقیقت کو پہچان نہیں سکتے تھے لیکن ہم نے کہا

91

ہمارا ربّ سچا ہے

وہ سچے وعدوں والا ہے۔ اس نے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور آج ہم اس کے وعدوں کو بالکل نمایاں اور ظاہر ہو کر پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس مادی دنیا میں حجاب در حجاب ان روشنیوں اور ان انوار کو اور رحمت کے ان جلووں کو دیکھا اور ان سے لذت حاصل کی تھی۔ ہم ہوائے نفس کے دھوکہ میں نہیں آئے تھے۔ گو شیطان نے بڑا زور لگایا۔ لیکن تمہاری یہ حالت تھی کہ شیطان نے کہا بچے کو آرام سے سونے دو۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے بڑا ہو کر نمازیں پڑھے گا۔ تم نے کہا ہاں بچہ ہے آرام کرے۔ تم نہیں جانتے تھے کہ یہ عارضی آرام بڑے لمبے دکھوں پر منتج ہو گا۔ اس کے نتیجہ میں ایک لمبی جہنم کی سزا اسے ملے گی۔ شیطان نے کہا۔ بچہ ہے اسے سینما دیکھ لینے دو اور تم بہکاوے میں آ گئے۔ تم نے شیطان کی آواز کو سنا اور اس کے مطابق تم نے اپنے بچوں پر وہ اخلاقی پابندیاں عائد نہ کیں جو ایک احمدی باپ اور ماں کو کرنی چاہیئے تھیں اور آج تمہیں اور تمہارے بچے کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ شیطان نے کہا۔ تمہارا اپنی محنت سے کمایا ہوا مال ہے۔ تم اس مال سے فائدہ اٹھاؤ۔ خدا تعالیٰ جو تمام طاقتوں والا ہے۔ اسے ان اموال کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے

فرشتوں کی یہ آواز

سن کر کہ خدا تعالیٰ کو ان اموال کی ضرورت نہیں لیکن خدا کی راہ میں ان اموال کو خرچ کرنے کی تمہیں ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر تم اس کی رضا کی جنت کو حاصل نہیں کر سکتے اس کی پرواہ نہ کی۔ شیطان تمہارے دائیں سے بھی آیا اور بائیں سے بھی آیا۔ تمہارے آگے سے بھی آیا اور تمہارے پیچھے سے بھی آیا۔ وہ ہر زاویہ سے آیا اور ہر زاویہ سے اس نے جو حملہ کیا اسکے مقابلہ میں تم نے شکست کھائی۔ اب جہنم کے بے شمار زاویے ہیں اس دکھ پہنچانے والے ان بے شمار عذابوں اور دکھوں کے جہنم میں تم جلو اور اپنے آپ کو ان تکالیف میں ڈالو شاید ایک عرصہ کے بعد (نہیں کہا جا سکتا کہ کروڑ سال کے بعد اور نہیں کہا جا سکتا کہ ایک ارب سال کے بعد) تمہارے

نفوس کی اصلاح

اس رنگ میں ہو جائے کہ تم اس قابل ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو سکو۔ تب یہ دروازہ جو اس دیوار کے اندر رکھا گیا ہے تمہارے لئے کھولا جائے گا۔ لیکن اس عارضی زندگی کے لئے جو چند سالوں کی ہے اور اسکی خوشیوں کے حصول کے لئے اتنے لمبے عرصہ تک دکھ کون اٹھا سکتا ہے۔ پس آج اپنی فکر کر لو تا کل کو یہ نہ کہنا پڑے

اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ اے مومنو ذرا ٹھہرو۔ ہم بھی تمہارے ساتھ تھے اپنے نوروں سے کچھ نور ہمیں دے دو کیونکہ چاروں طرف اندھیرا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کدھر قدم اٹھائیں اور اس ظلمت اور اس اندھیرے میں جو قدم بھی اٹھے گا وہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہو گا۔ اسلئے قبل اس کے کہ وہ دن آئے

تم اپنی فکر کرو

اپنوں کی فکر کرو۔ اپنے بچوں کی فکر کرو۔ اپنے رشتہ داروں کی فکر کرو اپنے ماحول کی فکر کرو۔ چند دن سینما دیکھنا۔ چند دن بے پردگی کی راہوں کو اختیار کرنا۔ چند دن غریبوں پر اور کم علموں پر اور بے علموں پر تحقیر کی نگاہ ڈالنا چند دن کے لئے عارضی خوشیاں حاصل کرنا اور اس کے مقابلہ میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک لمبے عرصہ تک جو شاید ایک کروڑ سال کا ہو یا ایک ارب سال کا ہو اتنے دکھوں میں مبتلا رہنا ہوگا۔ اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جتنا تصور ہم کر سکتے ہیں وہ بھی ہمارے روواں روواں میں ایک لرزہ پیدا کر دیتا ہے اور ہم کانپ اٹھتے ہیں۔ جب ہم سوچتے ہیں۔ جب ہم اپنی نگاہ اپنے گناہوں پر ڈالتے ہیں۔ جب ہم اپنے رب کے حضور جھکتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ اے خدا ہم گنہگار ہیں۔ اپنی طرف سے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ مگر کوشش بھی تیرے فضل کے بغیر ممکن نہیں تو فضل کر اور صحیح رنگ میں مجاہدہ کی توفیق عطا کر۔ تو ہمیں حیات طیبہ کا وارث بنا۔ حیات طیبہ کو ہمارے لئے مقدر کر اور اس حیات طیبہ کے پانے کے لئے ہمیں وہ نور عطا کر جو صراط مستقیم کو ہمارے لئے روشن رکھے اور روحانی درجات زیادہ سے زیادہ ہر آن ہمیں حاصل ہوتے رہیں اور تیرا قرب زیادہ سے زیادہ ہمیں ملتا رہے۔ ہم ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو ظاہر میں تو ایمان لاتے۔ لیکن نفاق کے اندھیروں میں انہوں نے اپنی زندگی کے دن گزارے۔ یہ عارضی چیزیں ہیں اس دنیا میں بھی ان کی کوئی خاص لذت نہیں ذہن کا ایک گندا رجحان ہے جس سے بڑی آسانی کے ساتھ چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پس قبل اس کے کہ وہ دن آئے جو بڑا سخت ہوگا۔ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر ظاہر کرے کہ اس نے اپنی محبت کے دروازے آپ پر بند کر دیئے ہیں۔ اس نے اپنے نور کی کرنوں سے آپ کو محروم کر دیا ہے۔ اس نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے قابل نہیں پایا۔ قبل اس کے کہ وہ دن آئے تم اپنی فکر کرلو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم نے آپ کو متنبہ کیا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کام میں اپنی ساری زندگی گذار دی ہے آپ نے انہیں کو بھی اور دنیا کو بھی آگاہ کیا۔ کہ میں ایک نبی ہوں جو خاتم النبیین کے مقام پر کھڑا کیا گیا ہوں۔ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تمہیں آج متنبہ کر دوں اور ڈراؤں کہ خدا کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کے جہنم سے بچنے کے سامان پیدا کر لو۔ ورنہ ایک دن وہ ہوگا کہ تم پچھتاؤ گے تو سہی لیکن یہ پچھتانا تمہارے لئے فائدہ مند نہ ہوگا۔ آپ نے یہ اعلان کیا کہ انسان اپنی کمزوریوں کے باوجود اگر خلوص قلب کے ساتھ اور نیت صادقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے گا اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ خدا جو غفور ہے اسے اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے گا۔ وہ خدا جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اسے اپنی رحمت کے سایہ کے نیچے لے آئے گا اور وہ دن جس کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس دن ایسے لوگوں کو کوئی رسوائی نہیں ہوگی۔ انہیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی عزت ہوگی ان کو ایسے انعامات دیئے جائیں گے جن کا منبع خدائے رحمان الرحیم کی ذات ہوگی۔ خدائے غفور انہیں مغفرت کی چادر عطا کرے گا اپنے گناہ بھی وہ بھول جائیں گے۔ وہ سرور کا تزکیہ وہ اپنی نگاہ میں بھی پاک اور صاف نظر آئیں گے۔ وہ ... سروں نے ان کے لئے کیا درنج محسوس کرتے ہیں وہ اس رنگ میں ہو کر خدا کے مقرب بندے بن کر اور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

کے ناتے سمجھے جاتے ہوئے خدا کی رضا کی جنتوں کی طرف چلے جائیں گے لیکن وہ شخص جو آج اس تنبیہ کو نہیں سمجھتا۔ جو نفاق کی رگ اپنے اندر رکھتا ہے وہ ظاہر میں مومنین میں شامل ہے۔ لیکن اس کا ایمان اور اس کا عقیدہ اور اس کے خیالات اور اس کی عادتیں اور اس کے جذبات اور اس کے اعمال مومنانہ نہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔ جیسا کہ وہ اس دنیا میں اس کی رحمتوں سے محروم ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور سے حصہ نہیں پائیگا جس طرح اس نے اس دنیا میں اس نور سے حصہ نہیں پایا اور اندھا بنا دیا گیا۔ اور جو اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا اور نابینا ہو وہ اس دنیا میں بھی اندھا اور نابینا ہی ہوگا۔ وہاں اسکو آنکھ عطا نہیں ہوگی وہاں اسکے لئے نور کے سامان پیدا نہیں کئے جائیں گے۔ وہاں اسکے لئے رحمت کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ پس تم تمام

بدعتوں کو چھوڑ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا اگر خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی ہدایت کے مطابق جائز طریقوں سے حاصل کی جائے اور جائز راہوں پر اسے خرچ کیا جائے تو اس کی آپ کو اجازت ہے بلکہ ہر ایسے عمل میں اللہ نے اپنی رحمت کے خزانے بند رکھے ہوئے ہیں جنہیں آپ حاصل کر سکتے ہیں اگر نیت ٹھیک ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بظاہر چھوٹی چھوٹی دنیاوی چیزیں بھی انسان کو ثواب کا حقدار بنا دیتی ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کو جو ماں ہے یا ماں بننے والی ہے خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ جنت تمہارے قدموں کے نیچے ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تم اعمال صالحہ بجا لاؤ گی اور اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کی اور ان کی جو تمہارے ماتحت ہیں صحیح تربیت کرو گی اور دنیا کے آراموں میں اور دنیا کی غلط مسرتوں میں انہیں ڈوبنے نہ دو گی بلکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ قربانیاں دینے والے۔ ایثار کے نمونے پیش کرنے والے اور اسلام پر صحیح طور پر قائم ہونے والے ہوں گے وہ جو تمہارے ماتحت ہوں۔ بچے ہوں یا دوسرے رشتہ دار۔ تو پھر تمہارا درجہ جنت میں تمہاری اولاد سے بڑا ہوگا۔ کیونکہ جو مقام تمہاری اولاد کو ملیگا اس سے اوپر تمہارا مقام ہوگا اور یہ کہا جا سکیگا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اگر چاہو تو اپنی اصلاح کرو اور

جنت میں بھی ایک بزرگ مقام حاصل کرو

اور اگر تم اپنی ذمہ داری کو نہ نباہو۔ اگر تم اپنی اولاد اور اپنے متعلقین کی صحیح تربیت نہ کرو اور اگر تم خود بھی دنیا میں اور اس کی لذتوں میں محو رہو اور خدا اور اس کے فضلوں کو بھول جاؤ تو پھر نہ تم جنت میں ہوگی اور نہ تمہارے قدموں کے نیچے جنت ہوگی تم اور تمہاری اولاد سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ اس کی خاص قربانیوں کے نتیجہ میں بچا لے۔ اور محفوظ کرلے۔ جہنم میں پھینک دیئے جاؤ گے۔ ایسے لوگوں کے لئے دوہرا دکھ ہے۔ ایک طرف اپنا دکھ ہوگا اور دوسری طرف بچے لڑکے اور لڑکیاں اور دوسرے متعلقین ان سب کو جب وہ جہنم کی آگ میں جھلستا اور تڑپتا دیکھیں گے تو انہیں کیسے چین نصیب ہوگا۔ جہنم کے اندر ایک اور جہنم بن جائیگی۔ تم میں سے جو محبت کرنے والی مائیں ہیں وہ بچے کی بیماری ایک رات کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ وہ بچے کے سرہانے بیٹھی رہتی ہیں اور اپنا سب کچھ اس پر قربان کر دیتی ہیں تو تم سوچو کہ اگر تم اپنے بچوں کو (اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کو) ایک لمبے عرصہ تک جہنم کی آگ میں تڑپتا دیکھو گی تو کیا تمہارے لئے جہنم کے علاوہ ایک اور جہنم کی آگ دلوں میں سلگ اٹھے گی۔ اس دن پچھتایا تو جا سکتا ہے۔ لیکن اس دن کچھ کیا نہیں جا سکتا۔ اس لئے تم اس دن سے پہلے اپنی حفاظت بھی کرلو اور اپنے بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) کی حفاظت بھی کرلو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا ایسے سامان پیدا کرے کہ ہم اس کی رحمت سے حصہ لینے والے ہوں۔ اس کے غضب سے حصہ لینے والے نہ ہوں خدا کرے کہ ہم اس کے نور سے نور حاصل کرنے والے ہوں۔ شیطان سے اس کے اندھیرے کو حاصل کرنے والے نہ ہوں۔ خدا کرے کہ وہ جو حیات کا سرچشمہ اور منبع ہے اور اس سے ہم

ابدی حیات طیبہ

پانے والے ہوں اور شیطان جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے جو باقی رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔ پس شیطان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ ہمیشہ رہنے والا نہیں۔ بلکہ فنا ہونے والا ہے۔ پس ہم شیطان سے وہ چیز حاصل نہ کریں جو وقتی طور پر ہمیں عارضی اور جھوٹی خوشی پہنچا کر ہمیں حقیقی اور ابدی خوشی سے محروم کر دے خدا کرے کہ خدا کی نگاہ میں ہمیں عزت حاصل ہو اور اس کی نگاہ سے ہم گر نہ جائیں۔ خدا کرے کہ شیطان کی نگاہ میں ہمیں کبھی عزت حاصل نہ ہو اور ہمیں اس کی غضب اور نفرت اور حقارت اور غصہ کی نگاہ ہم پر پڑے تا وہ یہ سمجھ لے کہ خدا کے یہ بندے خدا سے پیار کرنے اور مجھ سے انتہائی نفرت اور حقارت کا برتاؤ کرنے والے ہیں اور میری آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ خدا کرے کہ یہ سب ہمیں حاصل ہو

خدا کرے

کہ اس دنیا میں بھی خدا کی جنتوں میں ہم رہیں اور خدا کرے کہ جب ہم اس دنیا سے رخصت ہوں تو ہم اور ہمارے بچے اور ہمارے رشتہ دار اور ہمارے لواحقین اور متعلقین بھی خدا کی جنت میں ہوں تا اس جنت کا دہرا مزہ ہمیں حاصل ہو ایک ذاتی مسرتوں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کے ذاتی جلووں کو دیکھ کر اور ایک اللہ تعالیٰ کی رضا کے جلووں کو اپنے بچوں پر نازل ہوتے دیکھ کر۔

خدا کرے

کہ ہم ہمیشہ حقیقی مومن رہیں ـــ آمین

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے وعدہ جات کی سو فیصدی ادائیگی

مندرجہ ذیل احباب نے اپنے وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن سو فی صدی ادا کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو دینی اور دنیوی برکات سے حصہ وافر عطا فرمائے اور بیش از پیش خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

۱	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال واقف زندگی تحریک جدید	۱۰۰ روپے
۲	میاں خوشی محمد صاحب مرحوم مددگار کارکن تحریک جدید	۵ روپے
۳	میجر حمید احمد صاحب کلیم دارالصدر غربی ب ربوہ حال گلگت	۱۰۰۰ روپے
۴	کرم حسین بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری نصر اللہ صاحب	۱۵۰ روپے
۵	مکرم میاں خوشی محمد صاحب	۳۰ روپے
۶	ماسٹر محمد علی خان صاحب فیکٹری ایریا ربوہ	۵۶ روپے ۱۳
۷	ماسٹر سعد اللہ خان صاحب	۵۰ روپے
۸	محترم ملک محمد شفیع صاحب صدر دارالرحمت وسطی ربوہ	۶۰۰ روپے
۹	صوفی محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ	۱۵۰ روپے
۱۰	چوہدری نادر علی صاحب دارالنصر غربی ربوہ	۱۰۰ روپے
۱۱	خان عبدالمجید صاحب	۱۳۴ روپے
۱۲	مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری	۲۰۰ روپے

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

برائے توجہ طلباء و والدین

محترم عبدالجلیل صاحب عشرت کرشن نگر لاہور سے تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے ایک چیک ارسال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"میری بچی عزیزہ امۃ السلام میٹرک کے امتحان میں اس دفعہ پاس ہوئی ہے۔ شکرانہ کے طور پر ۱۱۰/- روپے اس کی طرف سے مساجد بیرون میں دے رہا ہوں۔"

قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس بچی کے لئے اس کامیابی کو آئندہ کی دینی اور دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنا کر ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

ہمارے دیگر طلباء و طالبات اور ان کے والدین اور سرپرستوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی کامیابیوں پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے منشاء مبارک کے تحت شکرانہ کے طور پر تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے بڑھ چڑھ کر چندہ میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ سے ماجور ہوں۔ (وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

دُعائے نعم البدل

خاکسار کے برادر حقیقی عبدالمنان احمد صاحب کے ہاں دو بچیوں کی بصورت توام ولادت ہوئی تھی جو کچھ عرصہ بعد وفات پا گئیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ والدین اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور انہیں نعم البدل سے نوازے۔

(عبدالوہاب احمد شاہد۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کھاریاں۔ ضلع گجرات)

درخواستِ دُعا

مکرم سردار محمد صاحب خوشنویس روزنامہ الفضل ربوہ کچھ عرصہ سے بعارضہ کھانسی نزلہ زکام بخار اور اعصابی تکلیف علیل ہیں۔ جملہ احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے شفا بخشے اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

(ہدایت احمد کاتب الفضل ربوہ)

گرتے بالوں، بسکری اور قبل از وقت بالوں کے سفید ہونے کا تیر بہدف ہیئر ٹانک

سیکرول ہیئر ٹانک

اپنے شہر کے ہر جنرل مرچنٹ اور کیمسٹ سے طلب کریں

برائٹ ایجنسیز چودھامل بلڈنگ کھرا من روڈ لاہور۔ فون ۶۳۱۱۴

ملک و قوم

کی سالہا سال سے خدمت کرنے والا دواخانہ خدمت خلق ربوہ کے خالص مرکبات خرید کر استعمال کریں نیز ہر قسم کا مشورہ مفت حاصل کریں

پیش کردہ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

اعلان نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمال شفقت سے عزیزہ ناصرہ تبسم بنت مولوی غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم کا عقد بتاریخ ۲۰ تبوک مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۸ء بعد جمعہ بعد از عصر ہمراہ عزیز ممتاز احمد صاحب پسر ماسٹر عبدالکریم صاحب آف کوٹھہ بعوض حق مہر مبلغ ۳۰۰۰/- روپیہ پڑھا۔ اور بعد خطبہ نکاح دعا فرمائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین اور سلسلہ کے لئے بابرکت بنائے آمین

(غلام احمد بدوملہی مدرس دینیات تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

حبِ جلد و گلزار

دست کی تعریف

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مطبوعہ ۲۱ تبوک ۱۳۴۷ ہش میں فرمائی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی نسخہ کے مطابق نہایت احتیاط سے بنائی گئی ہیں۔ ذیابیطس، کثرت بول کے لئے نہایت مفید گولیاں ہیں۔ جملہ اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی اور فاد زہر ہیں

قیمت فی شیشی — تین روپے ۳۸ پیسے

تیار کردہ: خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

ضرورت عملہ

کلیۃ الطب بالجامعۃ الاحمدیہ میں مندرجہ ذیل خالی اسامیوں کے لئے مستعد محنتی اور تجربہ کار احباب کی ضرورت ہے۔ مرکز سلسلہ میں رہ کر خدمت کا شوق رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں مفصل کوائف اور صدر صاحبان کی سفارش کے ساتھ ۲۸/۹/۶۸ تک بھجوا دیں۔

		تعداد	قابلیت	تنخواہ
۱	استاد السنۃ الشرقیہ	۱	فاضل عربی	۱۳۰ - ۶ - ۲۵۰
۲	تشریح و منافع الاعضاء	۱	M.Sc / M.B.B.S	۱۵۰ بالمقطع جزوقتی
۳	کلرک	۱	میٹرک (تجربہ کار آدمی کو ترجیح دی جائے گی)	۹۰ - ۴ - ۱۳۰
۴	مددگار کارکن	۳	(بیوہ احباب کو ترجیح دی جائے گی)	۶۵ - ۱ - ۸۵
۵	مالی چوکیدار	۱	باغبانی کا تجربہ رکھنے والے آدمی کو ترجیح	۶۵ - ۱ - ۸۵
۶	باورچی	۱	تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہے	۶۵ - ۱ - ۸۵

(پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

شربت خانہ ساز کھانسی نزلہ اور سینہ کی جملہ امراض کا مکمل علاج دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ کی فخریہ پیشکش سب کے لئے یکساں مفید فی شیشی سوا روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہب اس وقت تک فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ تعلق باللہ پیدا نہ ہو

جو تعلق باللہ کے بغیر مذہب کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھتا ہے وہ نادان ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلق باللہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہر مذہب کا ماننے والا کہے گا کہ مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس امتیازی نشان کو کس حد تک اختیار کیا جاتا ہے کہنے کو تو ہر مذہب والا یہی کہتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن کتنے لوگ ہیں جن میں تعلق باللہ پیدا کرنے کا احساس اس شدت سے پایا جاتا ہے جس شدت سے وہ پایا جانا چاہیئے سو میں سے ننانوے نہیں۔ ہزار میں سے نو سو ننانوے نہیں بلکہ ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے اور شاید اس سے بھی کم وہ لوگ نکلیں گے جن میں مذہب کا خیال تو ہے لیکن خدا تعالیٰ کی محبت نہیں اور صرف یہی نہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ سے محبت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا خیال بھی اُن میں نہیں پایا جاتا۔ ایسی صورت میں کون خیال کر سکتا ہے کہ انہوں نے سچے دل سے کسی مذہب کو اختیار کیا ہوا ہے تم اگر عرق گاؤزبان کی بوتل پر روح کیوڑہ لکھ دو تو کیا وہ روح کیوڑہ بن جائے گا؟ یا پانی پر اگر روح گلاب لکھ لیا جائے تو اس سے کیا بنتا ہے جب اندر روح گلاب نہ ہو۔ یہ تو دھوکا ہوگا۔ دھوکہ باز عطار ایسا ہی کرتے ہیں۔ علاقہ میں وبا شروع ہوتی ہے مثلاً ملیریا شروع ہوتا ہے اور حکیم لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ مریض کو عرق مکو اور عرق گاؤزبان پلاؤ تو ایک دیانتدار عطار بعض دفعہ کہہ دے گا کہ میرے پاس عرق مکو اور عرق گاؤزبان تیار نہیں۔ لیکن بددیانت عطار کہے گا میرے پاس دونوں چیزیں موجود ہیں وہ پانی لے گا۔ بوتل میں بھرے گا اور کہے گا کہ یہ عرق مکو ہے۔ یہ عرق کاسنی ہے یہ عرق گلاب ہے تم جو عرق بھی مانگو گے وہ اس کے پاس موجود ہوگا۔ اسی طرح تم کوئی نام رکھ لو۔ تم مٹی کا نام سونا رکھ لو تو مٹی سونا نہیں بنے گی۔ تم دنیاداری کا نام مذہب رکھ لیتے ہو تو تمہیں مذہب کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ مذہب اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ تعلق باللہ پیدا نہ ہو۔ اور اگر تعلق باللہ کے بغیر کوئی شخص کسی مذہب کو اختیار کر کے یہ سمجھتا ہے کہ وہ محفوظ ہو گیا ہے تو وہ ایسا ہی نادان ہے جیسے مکڑی کے گھر کو گھر سمجھنے والا۔"

(تفسیر کبیر سورۃ العنکبوت ص ۳۲)

لجنہ اماء اللہ لاہور کا سالانہ اجتماع

مورخہ ۲۹ تبوک (۲۹ ستمبر ۶۸ء) بروز اتوار صبح ۹ بجے مسجد دارالذکر میں لجنہ اماء اللہ لاہور کا سالانہ اجتماع منعقد ہوگا اسی دن ۱۲ بجے کے بعد ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع ہوگا۔ ممبرات لجنہ و ناصرات سے گزارش ہے کہ ہر دو اجتماعوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ: اس دن کھانے پینے کی اشیاء کے اسٹال بھی لگائے جائیں گے جن کا سارا منافع چندہ میں جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ لاہور)

درخواستِ دعا

میرے پھوپھا مرزا محمد یوسف صاحب جو بہت مخلص احمدی ہیں۔ عرصہ سے اعصابی کمزوری میں مبتلا ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں۔

احباب و بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین

(احقر محمد سلیم عارف۔ ۶۸ سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور)

ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان

(نقل ریزولیوشن ع م ص ۳۹)

رپورٹ صدر۔ صدر انجمن احمدیہ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے مندرجہ ذیل ارشاد موصول ہوا ہے جو بغرض ریکارڈ و تعمیل پیش ہے

"۳۰ شہادت ۱۳۴۸ ہش (مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء) تک کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ممبر مقرر کیا جاتا ہے۔

۱۔ [illegible] محمد الدین	صدر۔ صدر انجمن احمدیہ
۲۔ مکرم مرزا عزیز احمد صاحب	ناظر اعلیٰ
۳۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر	ناظر صنعت و تجارت
۴۔ مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ	ناظر بیت المال آمد
۵۔ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب	ایڈیشنل ناظر بیت المال آمد
۶۔ مکرم میجر عارف زمان صاحب	ناظر امور خارجہ
۷۔ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب	ناظر امور عامہ
۸۔ مکرم مولوی غلام محمد صاحب	ناظر بیت المال خرچ
۹۔ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ	ناظر زراعت
۱۰۔ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب	قائمقام ناظر اصلاح و ارشاد
۱۱۔ مکرم قاضی محمد اسلم صاحب	ناظر تعلیم
۱۲۔ مکرم سید داؤد احمد صاحب	ناظر خدمت درویشان
۱۳۔ مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم	ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد
۱۴۔ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب	ناظر دیوان۔

دیگر ممبران

۱۵۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ۔
۱۶۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ
۱۷۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ
۱۸۔ مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا۔
۱۹۔ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور
۲۰۔ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ربوہ
۲۱۔ مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ"

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ:۔
"ارشاد حضور بغرض تعمیل ریکارڈ کیا جاتا ہے"۔

(صدر۔ صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

اعلان داخلہ کلیۃ الطب بالجامعۃ الاحمدیہ ربوہ

کلیۃ الطب بالجامعۃ الاحمدیہ میں سال اول کا داخلہ شروع ہے انٹرویو مورخہ یکم و دو تین اکتوبر ۶۸ء کو صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک دفتر جامعہ احمدیہ میں ہوگا۔ داخل ہونے والے طلباء اپنی اسناد و سرٹیفکیٹ کو لے کر وقت پر جامعہ میں پہنچ جائیں۔ فارم داخلہ اسی دفتر سے حاصل کر کے پُر کریں۔ داخلہ کے بعد فوراً کلاس شروع ہو جائے گی اس لئے پوری تیاری کر کے آویں۔ (پرنسپل کلیۃ الطب بالجامعۃ الاحمدیہ)

قائدین مجالس سے ایک سوال

کیا آپ نے ماہ ظہور (اگست) کی رپورٹ کارگزاری مرکز کو بھجوا دی ہے۔ اگر نہیں بھجوائی تو آج ہی بھجوا کر ممنون فرمائیں کیونکہ مرکز کو آپ کی رپورٹ کا شدت سے انتظار ہے (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴